Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقویٰ وہ بنیاد ہے جس پر جماعت احمدیہ کی ہزاروں سال کی عمارت تعمیر ہونی ہے

تقویٰ کی جڑ نیتوں میں ہے اور تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہی ہوا کرتا ہے

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | منگل یکم ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۱۰ ر تبوک ۱۳۷۰ ہش، ۱۰ ر ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۰۳

شادی بہت سے دنیاوی مناصب اور مرتبوں کے لئے بھی ہو سکتی ہے لیکن نصیحت یہ ہے کہ شادیاں دین کی خاطر کیا کرو

اگر نیتوں میں جہنم کی آگ ہوگی تو اعمال بھی آگ کی وہ بھٹی بن جائیں گے کہ جو ان میں پڑے گا جہنم میں مبتلا ہو جائے گا

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۹ ظہور ۱۳۷۰ ہش (۹ اگست ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تقویٰ کے موضوع کی اہمیت

"گذشتہ ایک لمبے عرصے سے جو تقریباً ۶ ماہ پر پھیلا پڑا ہے نماز کے موضوع پر خطبات کا سلسلہ جاری تھا۔ یہ سلسلہ بند ہونے کے بعد کل میں سوچ رہا تھا کہ اب کس موضوع پر کل کا خطبہ دوں تو اس قسم کا کچھ خلا محسوس ہوا کہ جیسے اچانک چلتے چلتے رہٹ کھڑا ہو جائے تو ایسی خاموشی ہوتی ہے جس میں خیالات بھی خاموش ہو جاتے ہیں تو رات دعا کر کے سویا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی جس موضوع پر چاہے وہ خطبہ دلا دے۔ میرے ذہن میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ صبح آنکھ اس حالت میں کھلی کہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا تقویٰ سے متعلق ایک شعر بڑے زور سے زبان پر جاری تھا۔ اس پر مجھے یہ سمجھ آئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے کہ تقویٰ کا مضمون کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس کا کبھی بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر جماعت احمدیہ کی آئندہ ایک سو سال کی نہیں بلکہ ہزاروں سال کی عمارت تعمیر ہونی ہے۔ اس لئے اس موضوع پر مزید خطبات کی ضرورت ہے۔

اس پہلو سے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے اس شعر سے روشنی پاتے ہوئے کہ ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

تقویٰ کی جڑ نیت میں ہے

میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ تقویٰ کی جڑ نیتوں میں ہوتی ہے اور اس پر میرا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اس حدیث کی طرف چلا گیا جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ (-) تمام اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے۔ یہ درحقیقت ایک ہی مضمون ہے لیکن طرزِ بیان مختلف ہے، اظہار مختلف لفظوں میں ہوا ہے لیکن بعینہٖ ایک ہی مضمون ہے جو بیان ہو رہا ہے۔ ہر انسان کے ہر عمل کی جڑ اس کی نیت میں ہوتی ہے پس اگر وہ جڑ تقویٰ ہو تو اس کے اعمال کی تمام تر عمارت خواہ وہ ثریا تک جا پہنچے وہ خدا کے حضور مقبول اور حسین ہوگی۔ ایک خوبصورت اور دلکش اور پائیدار عمارت تعمیر ہوگی۔ اور اگر نیتوں کی جڑ میں نقص پیدا ہو جائے تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عمارت کے تصوّر کو چھوڑ کر جڑ کے تصوّر سے درخت کی مثال آپ اپنی نظر کے سامنے لائیں تو جو جڑ بیمار ہوتی ہے اس کا تنا بھی بیمار ہوتا ہے، اس کے پتّے بھی بیمار ہوتے ہیں، اس کے پھل بھی بیمار ہوتے ہیں اور بیمار جڑوں والے درخت کو آپ جو چاہیں کر لیں اس کا علاج ممکن نہیں۔ سوائے اس کے کہ اُسے جڑوں سے اکھیڑ پھینکا جائے، یا ایسی دوا دی جائے جو جڑوں میں اُتر کر جڑوں کی بیماری کا کچھ علاج کرے۔ مجھے زمیندارے میں بارہا ایسا تجربہ ہوا ہے کہ پودوں کو درختوں کی بہت سی ایسی بیماریاں ہیں جو پتّوں پر، پھلوں پر، شاخوں پر حملہ کرتی ہیں اور ان کا علاج ممکن ہے لیکن ایسا درخت جو کونپلوں سے سوکھنا شروع ہوتا ہے اور نیچے کی طرف اس کی بیماری کا عمل حرکت کرتا ہے یعنی کناروں سے شروع ہو کر نیچے کی طرف۔ تو ایسے درخت ہمیشہ جڑوں کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور جب تک جڑ کی فکر نہ کی جائے اس درخت کا کوئی علاج ممکن نہیں۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی فرمودہ نصیحت جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ (تمام اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے) اس کو پیشِ نظر رکھ کر میں آپ سے آج کچھ خطاب کروں گا۔

یہ حدیث مختلف کتب میں مروی ہے، کہیں چھوٹی کہیں کچھ بڑی، میں نے جو حدیث لی ہے وہ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے اخذ کی ہے اور یہ پوری حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے کہ (-) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں (یعنی تمام روایت کا سلسلہ چھوڑتے ہوئے آخری راوی سے اصل مضمون کا ترجمہ بیان کر رہا ہوں، چونکہ یہ روایت حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر عام خطاب میں بیان فرمائی۔ پس آپ کی روایت یہ ہے) کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ دیا جاتا ہے۔ پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کی اور ان کی خوشنودی کے لئے اپنے وطن اور خواہشات کو ترک کر دیا۔ اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہوگی لیکن جس نے دنیا حاصل کرتے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی تو اس کی ہجرت کی غرض خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی قرار پائے گی جو اس کی اپنی نیت ہے اور اسے ثواب میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا یعنی اپنی نیت کا پھل جیسی بھی وہ نیت ہے اس کے مطابق اس کو ملے گا۔

اس حدیث کا اطلاق انسان کی ساری زندگی پر، اس کے تمام خیالات پر اور اس کے تمام اعمال پر ہوتا ہے۔ بہت ہی وسیع مضمون سے تعلق رکھنے والی حدیث ہے اور انسانی نفسیات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ انسانی نفسیات کی وہ جڑ ہے جس کو اگر پکڑ لیں تو ہر انسان کی نفسیات کی الجھن اس سے حل ہو سکتی ہے اور درحقیقت ماہرینِ نفسیات اسی جڑ کی تلاش میں نفسیات سے متعلق محنت اور جدوجہد کرتے ہیں اور مختلف مریضوں سے سوالات کرتے کرتے بالآخر ان کی تلاش جڑ کی تلاش ہوتی ہے کہ یہ شخص کیسے بیمار ہوا تھا۔ آغاز کیسے ہوا تھا۔ دماغ میں وہ پہلا فتور کیسے پڑا تھا جس کے نتیجے میں یہ اتنی پیچیدہ بیماری لاحق ہوئی اور بیماری کے آغاز کا جو آخری نقطہ ہے وہ نیت کے آغاز کا نقطہ ہوا کرتا ہے۔ اس سے آگے پھر سارا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پس انسانی زندگی بہت ہی COMPLEX زندگی ہے۔ بہت ہی الجھی ہوئی اور پیچیدہ زندگی ہے اور اگر آپ بیرون سے انسانی خیالات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کریں تو بہت مشکل کام ہے۔ اور باہر سے کسی شخص کی نیت تک پہنچنا اگر ممکن بھی ہو تو اس کا اس حد تک جواز نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنے تجزیے کو کسی دوسرے پر ٹھونس سکے۔ پس اس مضمون پر غور کرتے ہوئے یہ نکتہ سمجھ آتا ہے کہ یہ سفر ہر شخص کو خود اختیار کرنا ہوگا۔ اپنی نیتوں کا خدا کے بعد سب سے زیادہ انسان خود واقف ہوتا ہے۔ جب وہ غیروں کے سامنے اپنے ارادے بیان کرتا ہے تو ہمیشہ پیچ وخم کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ ہمیشہ ان کو خوبصورت لباس میں ڈھانپ کر پیش کرتا ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا انسان ہو جو اپنے ارادوں کو من وعن اسی طرح کسی کے سامنے رکھ دے ورنہ یہ انسانی فطرت ہے کہ اپنی نیت کو چھپاتا ہے۔ جس طرح جڑ کو مٹی سے ڈھانپا جاتا ہے اسی طرح انسان بھی اپنی نیتوں کو جو پہلے ہی اندر چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ مزید مٹی سے ڈھانپنے کی کوشش کرتا ہے اور اسی کے نتیجے میں دنیا کے تعلقات میں اکثر فتور واقع ہوتے ہیں بلکہ تمام تر فتور کہنا چاہیئے۔ ایک بھی انسانی تعلقات میں خلل ایسا نہیں، ایک بھی انسانی تعلقات کا فساد ایسا نہیں جس کی بنیاد نیت پر نہ ہو اور نیت میں اگر تقویٰ شامل نہ رہے تو پھر جو بھی درخت اس سے پیدا ہوگا جو بھی نشوونما پائے گا۔ جو درخت بھی پھل دے گا وہ سارے پھل کڑوے اور گندے ہوں گے۔

شادی بیاہ میں نیت کی مثال

اس مضمون کو عمومی رنگ میں بیان کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اب انسانی تعلقات کے مختلف چھوٹے چھوٹے دائروں میں اس مضمون کا اطلاق کر کے آپ کو دکھاؤں اور آپ کو بتاؤں کہ کس طرح تقویٰ کے فقدان کے نتیجے میں انسانی تعلقات فسادات کی نذر ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس ارشاد میں ایک مثال نکاح کی دی ہے کہ ایک مرد ایک عورت کی نیت لے کر سفر کرتا ہے۔ یعنی نیتوں کے سفر میں ایک عورت کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ وہی عورت اس کا مقصود ہے لیکن یہ مضمون چونکہ بہت ہی گہرا اور وسیع ہے اس لئے اس مثال کو سطحی نہ سمجھیں۔ اس مثال کے اندر انسانی تعلقات کے دائرے کا ایک بہت ہی وسیع حصہ زیر بحث لایا گیا ہے۔ عورت کی طرف انسانی سفر کیسے ہوتا ہے؟ اور کیا وہ ایک ایسی نیت ہے جو ہر شخص میں مشترک ہوتی ہے یا نیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ اس مضمون پر اگر آپ غور کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک اور ارشاد ذہن میں آتا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ جب تم شادی کی نیت کرتے ہو تو وہ شادی دنیاوی مناصب اور مرتبوں کی خاطر بھی ہو سکتی ہے۔ خاندانی منصب اور خاندانی وقار اور وجاہت کی خاطر بھی ہو سکتی ہے۔ اموال کی خاطر بھی ہو سکتی ہے اور وہ شادی حسن کی خاطر بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ شادی دین کی خاطر بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے تمہیں میری نصیحت یہ ہے کہ اپنی شادی دین کی خاطر کیا کرو۔

اب اس مضمون میں جو چار باتیں بیان فرمائی گئی ہیں ان پر اگر آپ مزید غور کریں تو اور پھیل جاتی ہیں اور یہ مضمون بہت زیادہ وسیع ہو جاتا ہے کیونکہ شادی کے معاملے میں نیتوں کا سفر صرف لڑکا یا لڑکی نہیں کرتے بلکہ ان کے ماں باپ بھی کرتے ہیں۔ ان کی بہنیں بھی کرتی ہیں۔ ان کا معاشرہ بھی کرتا ہے اور یہ سفر بظاہر ایک لڑکی کی طرف ہوگا یا ایک لڑکے کی طرف ہوگا۔ لیکن اس میں ایک قافلہ شریک ہو جاتا ہے اور ہر ایک اپنے رُخ کو دوسروں پر نافذ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا ایک قسم کی رسہ کشی شروع ہو جاتی ہے۔ والدہ چاہے گی کہ میرے مزاج اور میری مرضی کے مطابق بہو گھر میں آئے۔ والد اپنی سوچ کے مطابق یہ کہے گا کہ مجھے تو اس قسم کی بہو چاہیئے۔ بہنیں بھائی کے لئے اپنا ایک تصور جمائے ہوئے ہوں گی اور بھائی (کم سے کم ہمارے معاشرے میں) بے چارا سب سے آخر پر آتا ہے، جس کی خواہشات، جس کی تمنائیں خاندان کی چوکھٹ پر قربان ہونے کے لئے تیار رہتی ہیں اور والدین اکثر اپنی مرضی کو بیٹوں پر بھی ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں، بہنیں بھی ایسا کرتی ہیں۔ لیکن لڑکیوں کے معاملہ میں تو حد سے زیادہ یہ زبردستی کی جاتی ہے اور ناحق بچی کے حق میں مداخلت کی جاتی ہے۔ لیکن آگے پھر لڑکے کی اور لڑکی کی اپنی تمنائیں اور آرزوئیں ہیں وہ بھی مختلف ہو سکتی ہیں تو بیماریاں ایک سے زائد ہیں اور ایک سے زیادہ جگہ جڑ پکڑتی ہیں۔ اب اس ساری صورت حال کو پیشِ نظر رکھ کر اس مثال کو میں بعض جگہ مزید واضح کرتا ہوں، اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بعد ازاں جب رشتوں میں خلل واقع ہوتے ہیں تو ان کا آغاز کیسے ہوا تھا۔ بعض عورتیں اپنی جہالت میں یہ سمجھتی ہیں کہ بہو ایسی آنی چاہیئے جس کو ہم جوتی کے نیچے رکھیں اور ہمیشہ اس کو زبردستی تابع فرمان رکھیں اور وہ صرف خاوند کی خدمت نہ کرے بلکہ خاوند کے باپ کی بھی خدمت کرے، اس کی ماں کی بھی خدمت کرے، اس کی بہنوں کی بھی خدمت کرے اور پھر اس سے آگے قدم بڑھا کر وہ کہتی ہیں کہ بہو کے سارے خاندان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ نیچے رہیں۔ ان کو معلوم رہنا چاہیئے اور یہ احساس ہمیشہ ان کے دل میں جاگزیں رہنا چاہیئے کہ انہوں نے گر کر ہمیں بیٹی دی ہے، اگر ہم نہ چاہتے تو ان کی بیٹی کو قبول نہ کرتے۔ ہم نہ پوچھتے تو اور کس نے پوچھنا تھا۔ رشتے کے انتظار میں اتنی دیر سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لئے ان ساری باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ بیٹی ہی نہیں بلکہ بیٹی کا سارا خاندان بیٹے والے کے خاندان کے سامنے جھک جائے اور اس کے ساتھ پھر دماغ میں مزید مطالبے بھی آجاتے ہیں۔ بعض مائیں کہتی ہیں کہ ہمارا بیٹا ہے (جیسا اللہ نے چاہا) اچھا تعلیم یافتہ ہے، ڈاکٹر ہے، اس کو ایسی بیٹی ملنی چاہیئے جو اس کی ڈاکٹری تعلیم کا کچھ مزید انتظام کرے۔ یورپ کے سفر کا انتظام کرے۔ امریکہ کے سفر کا انتظام کرے اور خواہ اس کے ماں باپ اپنی جائیداد بیچیں، اپنے زیور بیچیں، اپنے داماد کے مستقبل کو روشن تر کرنے کے لئے وہ اپنے گھروں کے دیئے بجھا دیں لیکن ان کا فرض ہے کہ وہ ایسا ضرور کریں۔ پھر بعض مائیں یہ تصور جمائے رکھتی ہیں کہ ان کی بہو ایسی آئے جو دولت سے گھر بھر دے۔ ایک کار بھی لے کر آئے۔ فریج بھی لے کر آئے۔ جوڑے لائے۔ اپنی ساس کے لئے بھی، اپنی نندوں کے لئے بھی، ان کے رشتے داروں کے لئے بھی اور ہم کسی کو بتا تو سکیں کہ کس قسم کی بہو ہمارے گھر آرہی ہے۔

اس قسم کی جاہل عورتیں ہیں جو اس دنیا میں بھی نہ صرف اپنی نسل کے لئے بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے جہنم پیدا کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں اور یہی وہ جاہل عورتیں ہیں جو اپنی نسل کو خود جہنم میں جھونکتی ہیں۔ وہ مائیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے۔ وہ یہ مائیں نہیں۔ یہ وہ مائیں ہیں جو ایسی بدنصیب ہیں کہ جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جنت کی خوشخبری یا جنت کی تمنا کی لیکن اس کے باوجود ان کی بدبختی ان کے پاؤں تلے سے ان کی اولاد کے لئے جہنم پیدا کرنے کا موجب بن گئی اور سارے معاشرے کو دکھوں سے بھر دیا۔ ایسے تصور والی عورتیں شاذ کے طور پر نہیں ملتیں بلکہ بڑی بھاری تعداد میں آج دنیا میں موجود ہیں پاکستان کے اخباروں میں ہندوستان کی بعض مظلوم لڑکیوں کا تو ذکر ملتا ہے جو جہیز نہ ملنے کے نتیجہ میں زندہ جلا دی گئیں۔ لیکن پاکستان میں لاکھوں کروڑوں ایسی بدنصیب لڑکیاں ہیں جو زندہ جلائی نہیں جاتیں تو زندہ درگور کر دی جاتی ہیں۔ ان کی ساری زندگی جہنم بن جاتی ہے اور ان کے والدین کی بھی۔ تو نیتوں سے دیکھیں کس قدر بڑے فساد واقعہ ہوتے ہیں اور یہ فسادات پھر آگے بہت سے فسادات پر منتج ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی بچیوں کی طلاقیں ہوتی ہیں اور پھر ان کے بچوں کے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر مقدمہ بازیاں شروع ہوتی ہیں، احمدی معاشرے میں تو نہیں مگر غیر احمدی معاشرے میں قتل و غارت تک بات پہنچتی ہے اور مسلسل گھر برباد ہو رہے ہیں اور مسلسل گھر اس بربادی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس جہنم کا سفر نیت سے شروع ہوا تھا اور نیتوں کی اینٹوں سے یہ سڑک تعمیر ہوئی اور اسی پر چلتے ہوئے یہ خاندان کے خاندان اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی نسلیں جہنم وارد ہونے کا سفر اختیار کرتی ہیں اور کسی کو ہوش نہیں آتی۔ پس نیت کا فتور ہے جو سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے۔ اس نیت کو آپ تقویٰ سے بھر دیں تو یہی زندگی جنت بن جاتی ہے۔

ایک مثالی ساس کا ذکر خیر

اس کے برعکس بعض مائیں ایسی ہوتی ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، وہ اپنی بہو کے لئے نیک گن چاہتی ہیں۔ نیک گن سے مراد ہے۔ نیک اخلاق، دیندار، شریف الطبع۔ اور میں جانتا ہوں بہت سے ایسی مائیں ہیں جو پیغام بھیجتی ہیں کہ ہمیں آپ کی کوئی چیز نہیں چاہیئے ہمیں آپ کی بیٹی سے پیار ہے۔ بہت نیک فطرت ہے، سعید فطرت ہے۔ اچھی ہے۔ ہمارے بیٹے کے لئے بھی اچھی ہوگی، اپنی اولاد کے لئے بھی اچھی ہوگی۔ اس لئے آپ جس طرح چاہیں اس بیٹی کو رخصت کر دیں ہمیں اور کسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں اور پھر اس بیٹی کو بڑی چاہت کے ساتھ گھر میں لاتے ہیں، چاہت کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس سے ایسا حسن سلوک کرتے ہیں کہ وہ بیٹی ان پر فدا ہونے لگتی ہے۔ بہت سے ایسے واقعات میرے علم میں ہیں۔ ایسی ساسیں جن کی بہوئیں ان کو دعائیں دیتی ہیں اور ان کا گھر خدا کے فضل سے جنت نشاں بن جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک نیک خاتون ابھی کچھ عرصہ پہلے لاہور میں فوت ہوئیں۔ ہمارے منیر جاوید صاحب جو جلسہ سالانہ میں بڑی اچھی آواز میں نظم پڑھا کرتے تھے ان کی والدہ ہیں۔ ان کی بہو مجھے ملنے آئی تو ذکر کرتے ہی اس قدر روئی، اس قدر اس کی آواز گلوگیر ہوئی کہ منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ میں حیران تھا کہ ساس فوت ہوئی ہے اور اتنا عرصہ بھی گذر گیا دو یا تین مہینے، جتنے بھی تھے۔ یہ کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی وہ کیسی ساس تھی۔ اس نے مجھے ماؤں سے زیادہ پیار دیا ہے اور میری کمزوریوں کو اس طرح نظرانداز کرتی تھی جیسے مجھ میں کوئی کمزوری کبھی تھی ہی نہیں اور اس کی وجہ سے میری ساری زندگی اس کے لئے دعا بن گئی ہے اور میں ہمیشہ اس کو دعاؤں میں یاد رکھوں گی۔ آپ بھی اس کے لئے دعا کریں۔

ایسی ساسیں خدا کے فضل سے دنیا میں اور بھی ہیں اور مجھے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی بہو ملاقات کے دوران اپنی ساس کا ذکر کرتی ہے تو محبت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ جرمنی میں ملاقاتوں کے درمیان بھی ایک بہو ملی تو اس سے میں نے پوچھا کہ تمہاری ساس کا کیا حال ہے؟ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ زندہ ساس ہے۔ اس کی وفات کا صدمہ نہیں تھا بلکہ محبت کی وجہ سے، اس نے کہا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کیسی احساس کرنے والی ساس ہے۔ کس طرح اس نے مجھے پیار دیا ہے۔ اسی کی برکت ہے کہ ہمارا گھر جنت بن گیا ہے۔ ایسی ساسیں یقیناً وہ مائیں ہیں جن کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی کہ ان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

نیتوں میں جہنم اعمال کو آگ کی بھٹی بنا دیتی ہے

پس ایک عورت کی نیتوں کا سفر آپ دیکھیں۔ اس کا پہلا قدم فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے اور میری اولاد نے جہنم کی طرف جانا ہے یا جنت کی طرف جانا ہے۔ کتنا گہرا ارشاد نبوی ہے۔ حکمتوں کے سمندر کو ایک کوزے میں بند فرما دیا ہے ساری انسانی زندگی کے تمام نفسیاتی مسائل کو حل فرما دیا جب فرمایا (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) یاد رکھنا تمہارے اعمال تمہاری نیتوں سے تشکیل پائیں گے۔ اگر تمہاری نیتیں جنت نشاں ہوں گی تو تمہارے اعمال جنت نشاں بنیں گے۔ اگر تمہاری نیتوں میں جہنم کی آگ ہوگی تو تمہارے اعمال بھی آگ کی وہ بھٹی بن جائیں گے جو ان میں پڑے گا وہ بھی جہنم میں مبتلا ہوگا اور جن کے وہ اعمال ہوں گے وہ بھی اسی بھٹی میں جلیں گے۔ پس نیتوں میں فتور نہ ہونے دیں۔ اور اسی سے ہمارے معاشرے کو جنت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

پھر اسی طرح والدہ ہے اس کی نیتوں کا بھی بہت حد تک دخل ہوتا ہے۔ بعض والد چاہتے ہیں کہ ایسا رشتہ ملے جس کے نتیجے میں بیٹے کو نوکریاں اچھی مل جائیں۔ حسب نسب کے خاندانی تعلقات ایسے ہوں کہ اس کے نتیجے میں عزت اور مرتبہ بلند ہو۔ ایسا رشتہ ملے جس کے نتیجے میں اس کو جرمنی یا انگلستان یا امریکہ میں رہائش نصیب ہو جائے۔ غرضیکہ کئی قسموں کے نیتوں کے فتور ہیں۔ جو لے کر وہ اپنے خاندان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی طرح خاوند کی بہنیں یعنی نندیں ہیں وہ بھی اپنا ایک تصور جمائے رکھتی ہیں اور عموماً عورتوں کے تصور میں آنے والی پر حکومت کا تصور شامل رہتا ہے پھر اس کے برعکس بھی صورت ہے۔ بعض بیٹیوں کو رخصت کرنے سے پہلے ان کی مائیں، ان کی بہنیں، ان کے عزیز ان کے کان میں کئی قسم کی باتیں پھونکتے ہیں۔ ان کو کہتے ہیں خبردار ہو، دب کر نہیں رہنا۔ کوئی ایک بات کرے تو دس جواب دو، ایسی تیسی۔ کوئی تمہارے دوپٹے پر ہاتھ ڈالے تو اس کی چوٹی پر ہاتھ ڈال دو اور اس طرح دبکے سے رہو کہ شروع سے ہی سارا خاندان تمہارے نیچے لگ جائے اور پھر بیٹیوں کو سمجھانے کے لئے مسلسل کانفرنسز ہوتی ہیں۔ بیٹیوں کو گھر بلایا جاتا ہے اور ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ دیکھو تمہاری ساس نے یہ بات کی، تمہاری نند نے یہ بات کی۔ ایسا فساد ڈالو کہ خاوند ان کی گتیں پکڑ پکڑ کر ان کو گھروں سے نکالے اور یا یہ دیکھو کہ خاوند کہیں اپنے ماں باپ پر، اپنے بھائیوں پر، اپنے عزیزوں پر خرچ تو نہیں کر رہا۔ اگر وہ کر رہا ہے تو اس کے ہاتھ روکو۔ یہ تمہاری اولاد کا حق ہے جو وہ دوسروں کو دے رہا ہے۔ غرضیکہ کئی قسم کی کانفرنسیں ہو رہی ہوتی ہیں اور وہ یہ نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ وہ بیٹی کے لئے جنت نہیں بلکہ جہنم بنا رہے ہیں۔ پس قصور محض ایک طرف کا نہیں۔ قصور بعض دفعہ دونوں طرف کا اور بعض دفعہ ایک طرف کا ہوتا ہے لیکن ہر دفعہ قصور نیت کا قصور ہوتا ہے اور نیتوں کا جو فتور ہے وہ دنیا میں یا جنت بن کر نکلتا ہے یا جہنم بن کر نکلتا ہے۔ پس اپنے بیاہ شادی کے معاملات کو طے کرنے میں سب سے پہلے اپنی نیتوں کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ یہی قرآن کریم کی ایک آیت جس میں اس مضمون کو بیان فرمایا گیا ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نکاح کے موقعہ پر تلاوت کے لئے چنی اور وہ تین آیات جو نکاح کے موقعہ پر تلاوت فرمایا کرتے تھے ان میں ایک یہ آیت بھی داخل ہے کہ (۔۔۔) (سورۃ الاحزاب آیات ۷۱ - ۷۲) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ (۔۔۔) اور سیدھی بات کہو۔ یہاں سچی بات کا محاورہ استعمال نہیں ہوا بلکہ سیدھی بات کا محاورہ استعمال ہوا ہے اور اس پر جہاں تک میں نے غور کیا ہے سوائے اس کے کچھ سمجھ نہیں آتی کہ جو نیت میں ہے وہ بات بتایا کرو۔ اس پر پردے ڈھانپ کر بات نہ کیا کرو۔

پیچ ڈال کر سچ بولنے کی اجازت صرف جنگ میں ہے

دو قسم کے قول ہوتے ہیں۔ ایک پیچ والا قول ہے۔ اس میں بعض دفعہ جھوٹ نہ بھی بولا جائے تو پیچ ڈال کر بات کی جاتی ہے اور اگلے کو کچھ سمجھ نہیں آتی تو یہ نہیں فرمایا کہ سچ بولو۔ کیونکہ بعض دفعہ سچ بھی ایسا بولا جاتا ہے کہ جس کے نتیجے میں مخاطب صحیح بات کو سمجھ نہیں سکتا اور جنگ کے موقعہ پہ اسی قسم کا سچ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدعہ قرار دیا یعنی اگر وہ جھوٹ ہوتا تو ہرگز انبیاء اس طرز عمل سے کام نہ لیتے۔ رہتا سچ ہے مگر جنگ کے دوران جائز ہو جاتا ہے اور اس تھوڑے سے بھیس بدلے ہوئے سچ کا نام خدعہ ہے یعنی ہے تو سچ مگر اس نے لباس ایسا اوڑھ لیا ہے کہ جس کے نتیجہ میں دوسرے شخص کو غلط خبر ملتی ہے اور اس میں کہنے والے کا قصور نہیں بلکہ اس کی ذہانت کو داد ملتی ہے۔ ایک موقعہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب غزوہ کی حالت میں تھے یعنی ایک غزوہ کے لئے دشمن سے مٹھ بھیڑ کے لئے تشریف لیجا رہے تھے تو رستے میں ایک ایسا شخص آپ کو ملا جو ایک ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جس کے متعلق خطرہ تھا کہ اگر وہ آپ کی منزل کا رُخ بھانپ گیا تو دشمن کو مطلع کر دے گا اور اس کے نتیجہ میں جنگ میں (اچانک پن) SURFRISE کا جو ELEMENT (عنصر) ہوتا ہے یعنی تعجب کے نتیجہ میں دشمن کو زیر کرنا وہ ہاتھ سے جاتا رہے گا تو اس پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو سب سچوں سے بڑھ کر سچ بولنے والے اور سب سچوں کے سردار تھے، آپؐ نے اس شخص کو مخاطب کر کے ایک جگہ کا رستہ پوچھا۔ اس جگہ جانا نہیں تھا۔ نہ یہ فرمایا کہ ہم وہاں جانا چاہتے ہیں بلکہ انسان کسی جگہ کا رستہ پوچھ لے۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اس جگہ کا رستہ پوچھا اور آگے گذر گئے۔ بعد میں جب صحابہؓ نے پتہ کیا کہ یہ کیا بات تھی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو ایک جگہ کا رستہ پوچھا ہے۔ اب اس کا اندازہ ہے وہ چاہے تو یہ اندازہ لگا لے کہ ہم ادھر جانا چاہتے ہیں اور پھر فتنہ پیدا کرنے کی خاطر دشمن کو بے شک اس کی اطلاع کر دے، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں تو ذہانت بعض دفعہ سچائی پہ ایک لباس اوڑھا دیتی ہے اور جنگ کے دوران یہ نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہو جاتا ہے اور اسے خدعہ کہا جاتا ہے مگر بیاہ شادی کے عام تعلقات میں خدا تعالیٰ اس کو بھی پسند نہیں فرماتا بلکہ سختی سے اس سے منع فرماتا ہے اور یہ وہ آیت ہے جس نے اس موضوع کو آپ کے سامنے کھول کر رکھا کہ (۔) اے ایمان والو! تم بیاہ شادی کے لئے ایک دوسرے کی طرف روانہ ہو رہے ہو۔ رشتے ڈھونڈ رہے ہو، رشتے طے کر رہے ہو ایک بات یاد رکھنا کہ سیدھی بات (سچی بات نہیں، سیدھی بات) کرنا۔ سیدھی بات وہ جو دل سے اٹھی ہے اور دل تک پہنچے، اس میں کوئی خم نہ ہو، ہیر پھیر نہ ہو، دل کی جو بات ہے وہ بعینہٖ ویسی بیان کر دو۔ جس قسم کی تمہاری لڑکی ہے اسی قسم کی لڑکی بیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرو تا کہ دیکھنے والے کو کسی قسم کا دھوکہ نہ لگے کہ اس لڑکی میں ایک یہ بھی نقص رہ گیا تھا جو ہمارے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ یہی حال لڑکوں کا ہوتا ہے۔

نیتوں کے فتور کا ایک تماشہ

اس ضمن میں نیتوں کے فتور کا ایک اور بھی تماشہ ہے جو اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ دونوں طرف کے لوگ اس نیت سے جاتے ہیں کہ دوسرے کی کرید کریں اور دونوں طرف کے لوگ اس نیت سے جاتے ہیں کہ وہ اپنی کرید نہ ہونے دیں۔ اب یہ قولِ سدید تو درکنار ٹیڑھے پن کی بد ترین صورت ہے۔ لڑکے والے کے رشتہ دار مائیں، بہنیں وغیرہ اس نیت سے سفر کرتی ہیں کہ لڑکی کے اندر کوئی پرانی مرض بھی کبھی پیدا ہوئی ہے، کبھی بچپن میں آنکھوں کا "ٹیر" ہوا ہو یا کوئی ایسی بات ہو تو وہ بھی ہمارے علم میں آجائے تو ہم سنبھال کر رکھیں اور جب چاہیں ان کو طعنہ دے سکیں اور جہاں تک اپنی طرف کا تعلق ہے اس میں ہر بات پر پردہ ڈالا ہوا ہوتا ہے اور اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ معاملات طے کئے جاتے ہیں۔ نہ ادھر قولِ سدید نہ اُدھر قولِ سدید۔ اس کے نتیجہ میں کیا ہوگا۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں کھولا (ـ) تم سیدھی بات کروگے تو اعمال کی اصلاح ہوگی ورنہ اعمال کی اصلاح نہیں ہو سکتی ورنہ فساد بڑھتا چلا جائے گا۔ پس اگر دونوں طرف کچھ کمزوریاں بھی ہوں لیکن اگر بات سیدھی کہی جائے اور صاف اور کھلی کھلی بات کہی جائے تو ان کمزوریوں کے دور ہونے کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں اور اصلاح کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں۔ اگر کمزوریوں پر پردہ ڈال دیا جائے اور قولِ سدید سے کام نہ لیا جائے تو اصلاح کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصلاح تو اعتراف کے ساتھ شروع ہوتی ہے ایک انسان اپنے کسی نقص کا اعتراف کرتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ اس میں وہ کمزوری ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس کے نفس کے اندر شرمندگی کا ایک احساس پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ اس کمزوری کو دوسروں کے سامنے بھی رکھ دیتا ہے تو نہ صرف مزید شرمندگی کا احساس بلکہ یہ ایک ارادہ دل میں پیدا ہوجاتا ہے کہ میں اس کو دور کرنے کی کوشش کروں اب تو غیر بھی اس کے واقف ہوگئے ہیں۔ پس کچھ لوگ اپنے نقائص کچھ عرصے تک چھپائے پھرتے ہیں، کچھ عرصے کے بعد وہ دکھائی دینے لگتے ہیں تو زیادہ سنجیدگی سے ان کو توجہ پیدا ہوجاتی ہے۔ میرے پاس کئی قسم کے جلدی مریض آتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک برص کا مریض تھا اس نے مجھے کہا کہ جی! برص تو ہے لیکن کوئی ایسی بات نہیں کپڑوں کے اندر ہی ہے ناں، چہرے پہ نہیں آئی اور اس کے برعکس ایک مریض کے چہرے پہ بالکل چھوٹا سا داغ واقع ہوا ہے اور کوئی مرض کا نشان نہیں تھا لیکن اس بیچارے کی زندگی اس فکر میں اجیرن ہورہی تھی کہ یہ داغ میرے چہرے پر پڑ گیا ہے تو انسان بنیادی طور پہ بہت ہی زیادہ نمائش والا جانور ہے اور بہت زیادہ اپنے نقائص پر پردے ڈالنے والا جانور ہے۔ اس پہلو سے اگر وہ اپنی کمزوریوں کو چھپالیتا ہے یا سمجھتا ہے کہ چھپی ہوئی ہیں تو اُسے اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوگی جیسا کہ میں نے مریض کا بتایا ہے۔ میں اس کے لئے دوائی تجویز کر رہا تھا لیکن اس نے کہا کہ جی! کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کپڑوں کے نیچے ہی ہے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں اگر چہرے پہ ایک چھوٹا سا داغ بھی آجاتا تو وہ کئی ڈاکٹروں کے گھر پھرتا اور دیکھتا کہ شاید کہیں سے کوئی علاج مل جائے تو اس لئے اصلاح کے لئے اپنی بیماری کا احساس اور یہ احساس بھی ضروری ہے کہ اب اس بیماری کا دوسروں کو بھی پتہ لگ رہا ہے یا پتہ لگنے والا ہے اور یہ واقعہ بیاہ شادی کے وقت ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان تقویٰ سے کام لینے والا ہو اور اس کی نیت میں یہ بات داخل ہو کہ وہ تین آیات جو اس نکاح کے موقعہ پہ پڑھی گئی تھیں میں ان کا حق ادا کروں گا ورنہ وہ گویا میرے نکاح پر پڑھی ہی نہیں گئیں۔ اگر ان آیات کو سننے کے بعد ان کا حق ہی ادا نہیں کیا تو کسی کی بلا سے چاہے اس کے نکاح پہ پڑھی گئی ہوں یا کسی اور کے نکاح پہ پڑھی گئی ہوں۔ اس کے نکاح سے تو ان آیات کا تعلق باقی نہیں رہے گا اور یہ وہ مرکزی آیت ہے جس کا ہر شخص کے نکاح سے گہرا تعلق ہے اور اس کی آئندہ زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ پس قولِ سدید سے کام لینے والوں کے لئے پہلی منزل بہت مشکل ہے۔ بیاہ میں دلچسپی رکھنے والے ماں باپ جن کی بیٹیاں بڑی ہو رہی ہوں وہ جانتے ہیں کہ کتنا مشکل کام ہے۔ جب دیکھنے والا آتا ہے اور مختلف حالات کا جائزہ لیتا ہے تو اس وقت ساتھ یہ بتا دینا کہ جی! میری بیٹی کو یہ بیماری بھی ہے۔ کتنے ماں باپ ہیں جن میں یہ ہمت ہے۔ پس یہ بہت ہی تلخ قدم ہے جو ان کو اٹھانا پڑتا ہے لیکن متقی ضرور اٹھائے گا اور جو تقویٰ کی بناء پر یہ قدم اٹھاتا ہے خدا اس کا خود کفیل ہو جایا کرتا ہے۔ اس بات کو لوگ بھلا دیتے ہیں۔ نصیحتاً پہلا قدم تو تلخ نہیں اٹھاتے لیکن اس کے بعد زندگی کے ہر قدم کو تلخ بنا دیتے ہیں۔ اس بیٹی کا پھر ہر سفر مصیبتوں اور اذیتوں کا سفر بن جاتا ہے۔ بار بار ہر طرف سے اس کو طعنے ملتے ہیں کہ تم وہی ہو جس کو یہ دورے پڑتے ہیں، تمہیں اس قسم کی بیماریاں ہیں۔ تم تو دھوکے کے ساتھ ہمارے گھر پر پھینک دی گئی ہو۔ ہم تو کبھی تمہارے منہ کی طرف بھی نہ دیکھتے اگر ہمیں یہ پتہ ہوتا کہ تم اس بیماری میں مبتلا ہو لیکن جو شخص خدا پر توکل کرتے ہوئے، یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت ہے کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر خصوصیت کے ساتھ قولِ سدید سے کام لینا ہے، قولِ سدید سے کام لینے کی نیت کر لیتا ہے تو اس کے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ (ـ) (وہ تمہارے اعمال کو درست کردے گا)۔

(وہ تمہارے اعمال کو درست کردے گا) میں میں بیماریوں کو بھی داخل کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا کی خاطر جہاں نیک نیتی کے ساتھ قولِ سدید سے کام لیا گیا ہے وہاں ایک مریضہ کی بیماری بھی اس میں داخل ہوگئی ہے، ایک مریض کی بیماری بھی اس میں داخل ہوگئی ہے تو میرے نزدیک اصلاح کا یہ وعدہ تو صرف ظاہری اعمال سے نہیں بلکہ بیماریوں اور ہر قسم کے اور عوارض سے بھی ہے۔ پس میں سب احمدی گھرانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ شادی کے وقت وہ ہرگز اس لالچ میں کہ کہیں یہ دیکھنے والا بھاگ نہ جائے اپنی بیٹی یا اپنے بیٹے کے عیوب کو چھپائیں نہیں بلکہ خود بتائیں کہ یہ کمزوریاں ہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی قبول کرتا ہے تو بسم اللہ اور اس کے بعد قبول کرنے والا پھر خود کم سے کم اتنی عقل تو رکھتا ہوگا کہ اس چیز پر کسی کو طعنے نہ دے۔ عام طور پہ بیماریاں اور تکلیفیں جاننے کے بعد پھر جو قبول کرتے ہیں وہ بڑے حوصلے والے لوگ ہوتے ہیں اور خدا کے فضل کے ساتھ ان کو حسن سلوک کی بھی توفیق ملتی ہے۔ چنانچہ میرے علم میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے بیماریاں دیکھیں، ان کو پتہ تھا کہ جو بہو گھر میں آنے والی ہے وہ کس کس عارضے میں مبتلا رہی ہے یا مبتلا ہے اس کے باوجود بعضوں نے خود مجھ سے ذکر کیا کہ ہماری بیٹیاں نہیں بیمار ہوتیں۔ یہ اللہ کی مرضی ہے جس کو چاہے بیمار بنا دے جس کو چاہے شفا عطا کرے تو بچی اچھی ہے۔ نیک فطرت ہے۔ ہمیں منظور ہے اور آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ خدا کے فضل سے خدا تعالیٰ کے ایسے نیک اور پارسا بندے بھی موجود ہیں جو تقویٰ کی بناء پہ بیاہ شادی کے فیصلے کرتے ہیں۔

شکلوں کی نہیں نیک عادتوں کی تمنّا کریں

پھر جہاں تک دولہا اور دلہن کی نیتوں کا تعلق ہے اس میں بھی بہت سے فتور واقع ہو جاتے ہیں جبکہ بہت سی ایسی نیتیں بھی ہیں جو پاک اور شفاف رہتی ہیں۔ بعض دولہا شکلوں کے پیچھے مرتے پھرتے ہیں کہ شکل ہوئی تو ٹھیک ہے، پھر ہماری زندگی جنت بنے گی حالانکہ ان کو پتہ نہیں کہ شکلیں تو صرف لباس ہیں۔ بعض لباسوں میں نہایت منحوس لوگ قید ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض خوبصورت شکلوں کے اندر ڈائنیں بستی ہیں اور اس کے برعکس بعض بدزیب پنجروں میں بند بڑے بڑے خوبصورت پرندے دیکھے گئے ہیں تو حقیقت میں دین ہی ہے جس کو فیصلے میں سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے لفظِ دین رکھا ہے جو ایک بہت ہی وسیع لفظ ہے۔ دین میں صرف مذہب شامل نہیں بلکہ مزاج عادات طرزِ زندگی وغیرہ سب کچھ دین کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ پس ایسا کفو ڈھونڈنا چاہیئے جس میں ایک اچھے مزاج کی نیک فطرت، پاک فطرت عورت ہو یا اسی طرح خاوند میں بجائے اس کے کہ دنیا کی وجاہتیں تلاش کی جائیں اگر یہ دیکھا جائے کہ نیک مزاج ہو، حلیم طبع ہو، شریف النفس ہو، پیار کرنے والا ہو، دوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی خوبیوں کی قدر کرنے والا ہو، دوسرے کی بدیوں سے صرفِ نظر کرنے والا ہو ۔ حوصلے والا انسان ہو تو خواہ وہ نسبتاً غریب بھی ہو یا آغاز میں غریب بھی ہو تو ایسے شخص کے ساتھ لڑکی کو رخصت کرنا لڑکی کو جنت کے سپرد کرنے والی بات ہوا کرتی ہے اور اگر اس وقت نہیں تو کچھ عرصے کے بعد خدا تعالیٰ ان کے مالی حالات بھی درست فرما دیا کرتا ہے اور بہت سی برکتوں سے ایسے گھروں کو بھر دیتا ہے ۔ جہاں تک ظاہری شکل کے پیچھے چلنے والے یا ظاہری شکلوں کو معیار بنانے والے نوجوانوں کا تعلق ہے ان کا شکل کو اتنی اہمیت دینا اُن کے لئے بعد میں مزید اور مسائل پیدا کر دیتا ہے کیونکہ لڑکی کی شکل ہمیشہ ویسی نہیں رہا کرتی اور کچھ دیر کے بعد ایک شکل کو دیکھ دیکھ کر اس سے دل بھی بھرنے لگ جاتا ہے ۔ بیاہ سے پہلے کی دکھائی ہوئی شکل اور چیز ہے اور بیاہ کے چند مہینے کے بعد یا حمل کی حالت میں اسی بیوی کو، اسی شکل کو دیکھنا یہ بالکل اور نظارہ ہے اور شکل کی تمنا اُن کے اوپر ایسی غالب ہوتی ہے کہ وہ باہر شکلیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور اُن کے گھر برباد ہو جاتے ہیں ۔ یہ ناممکن ہے کہ شکل کے ساتھ وفا پیدا ہو سکے ۔ وفا ہمیشہ گنوں سے ہوتی ہے ۔ وفا ہمیشہ حسنِ اخلاق سے پیدا ہوتی ہے ۔ خالی صورت سے کوئی وفا نہیں پیدا ہوتی۔

ایک بزرگ کا عبرت آموز واقعہ

ایک بزرگ کے متعلق قصہ آپ نے پہلے بھی سنا ہے، مَیں آپ کو سنا چکا ہوں لیکن شاید بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو نہ سن سکے ہوں ۔ وہ قصہ اس صورتحال پر خوب اطلاق پاتا ہے ۔

ایک بزرگ کی بیٹی سے کسی کو محبت ہو گئی اور وہ شخص ایسا تھا جس کے متعلق ان کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ اچھا نہیں ہے اس لئے وہ کسی قیمت پر بھی اپنی بیٹی کو اس کے ساتھ رخصت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور وہ پیچھا نہیں چھوڑتا تھا ۔ بار بار خط لکھتا تھا ۔ پیغام بھیجتا تھا ۔ کہتا تھا مَیں تو ایسا آپ کی بیٹی پر عاشق ہوں کہ اس کے بغیر میری زندگی نہیں گزر سکتی ۔ میں تو ختم ہو جاؤں گا، اس لئے مجھ پر رحم کریں لیکن وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک صاحب حکمت بزرگ تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے ۔ اسکو شکل سے پیار ہے اس کو عادتوں یا مزاج سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ چنانچہ انہوں نے آخر تنگ آکر اس کو دو تین ہفتے کا کہا کہ اچھا تم اس عرصے میں آکر اپنی بیوی کو ساتھ لے جانا ۔ میں تیار ہوں ۔ خیر وہ بہت خوش ہوا اور دو تین ہفتے کے بعد جب وہ آیا تو اس نے دیکھا کہ وہی لڑکی سوکھ کر کانٹا ہوئی ہوئی اور اُس کے بال جھڑے ہوئے ۔ اس کے ہوش و حواس غائب ہوئے ہوئے ۔ اپنی پرانی شکل و صورت کا ایک پنجر بنی ہوئی تھی تو اس نے حیرت سے کہا کہ یہ لڑکی ؟ اسکے ساتھ تو میں نے شادی کرنی نہیں چاہی تھی ۔ انہوں نے کہا بالکل وہی چیز ہے ۔ صرف یہ ہے کہ اس کے بال میں نے SHAVE کر دیئے ہیں اور اتروا دیئے ہیں اسلئے گنجا سر تمہیں نظر آرہا ہے اور اس کو میں نے اتنے لمبے عرصے تک جلاب دیئے ہیں تاکہ اس کا بدن گھل جائے لیکن بال بھی محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور جلاب میں جو کچھ نکلا وہ بھی محفوظ رکھا ہوا ہے اسکی بالٹیاں بھی تیار ہیں۔ یہی سب کچھ ہے جس سے تمہیں محبت تھی ۔ اس میں کوئی چیز میں نے کم نہیں کی ۔ پس یہ بالٹیاں اٹھاؤ، یہ بال اٹھاؤ اور یہ لڑکی لو اور اپنے گھر روانہ ہو تب اسکی آنکھیں کھلیں کہ یہ دنیا کے عارضی حسن کی محبت کیا حقیقت رکھتی ہے ۔ اس بزرگ نے تو عملاً اس پر یہ ثابت کرنے کا یہ ذریعہ اختیار کیا کہ ظاہری حسن سے اگر تمہیں محبت ہے تو تم اگر قسمیں کھا کر بھی کہو کہ تم وفا کرو گے تو ہم جانتے ہیں کہ تم کرو بھی تو حسن وفا نہیں کرے گا ۔ جس سے تمہیں پیار ہے اگر اس میں ہی وفا نہ ہو تو تمہارا تعلق کیسے ہمیشہ قائم رہ سکتا ہے ۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کئی رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے کئی حادثے ہو جاتے ہیں ۔ کئی طرح سے شکلیں ضائع ہو جاتی ہیں یا بعض شکلیں ایسی ہوتی ہیں جو جوانی میں خوبصورت لگتی ہیں لیکن عمر کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ بھیانک ہونے لگ جاتے ہیں ۔ بعض جسم ایسے ہوتے ہیں جو کنوارپن میں خوبصورت دکھائی دیتے ہیں ۔ مگر شادی کے بعد وہ بگڑنے شروع ہو جاتے ہیں ۔ اور بعض خاندانی مزاج ہیں جو ان باتوں کو طے کرتے ہیں تو شکل اور جسم کو بیاہ شادی کے موقعہ پر خدا بنا لینا اور یہ سمجھنا کہ اسکے بغیر گذارا نہیں یہ بالکل جھوٹ ہے ۔ ایسے خدا ہمیشہ ان عبادت کرنے والوں سے بے وفائی کرتے ہیں ۔

حسنِ خلق ہے جو ہمیشہ وفا کرتا ہے

لیکن جو لوگ دین کو اپناتے ہیں ۔ خدا کی خاطر حسنِ خلق کی تلاش میں رہتے ہیں ۔ نیکیوں کی تلاش میں رہتے ہیں ۔ نیکیوں کے متعلق قرآن کریم نے "الباقیات الصالحات" فرمایا کہ نیکی کی تعریف میں ہمیشہ رہنا شامل ہے ۔ وہ کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے اور حسنِ خلق اگر وہ سچا ہو اور خدا تعالیٰ کی محبت میں اسکی بنیاد ہو تو ایسا حسنِ خلق جامد نہیں ہوا کرتا بلکہ ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ (تیری ہر پیچھے آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہوتی ہے) (الضحیٰ: آیت ۵) تیرا کوئی دن بھی ایسا نہیں جو تجھے حسین تر نہ بنا رہا ہو ۔ لوگ بڑھاپے کی طرف حرکت کرتے ہیں تو جسم بالآخر اپنے سارے حسن کھو بیٹھتا ہے ۔ یہاں تک کہ دماغی نشو نما بھی چلتے چلتے رک جاتی ہے ۔ اور پھر تو یہ انحطاط ہو جایا کرتی ہے ۔ اُرذل العمر تک بھی لوگ پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن حسنِ خلق اور نیکی کا حسن ایسا ہے جو نہ صرف جوان رہتا ہے بلکہ اسکی جوانی میں ہمیشہ نئے رنگ بھرتے رہتے ہیں ۔ پہلے سے زیادہ دلکش ہوتا چلا جاتا ہے تو اسی لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ ساری باتیں تمہارے سامنے خوبصورت لباس اوڑھ کر آئیں گی کہ ہمیں چن لو ۔ کبھی تمہیں حسب نسب دکھائی دے گا کہ ہاں حسب نسب ہو تو رشتے اچھے ہوں گے اور کبھی تمہیں مال دکھائی دے گا کہ ہاں مال ہو تو پھر رشتے اچھے ہوں گے ۔ کبھی بڑے مرتبے اور نوکریاں دکھائی دیں گی ۔ کبھی حسن تمہارے سامنے اپنا جلوہ دکھائے گا اور تمہاری آنکھوں کو خیرہ کرے گا مگر یہ ساری چیزیں عارضی اور فانی اور بے حقیقت ہیں ۔ جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ دین ہے ۔ حسن خلق ہے ۔ حسن سیرت ہے ۔ اگر اس کو تم اپناؤ گے تو تمہاری شادیاں کبھی ناکام نہیں ہوں گی لیکن جو ان کو بہتر سمجھتے ہیں ان کی ناکام ہی نہیں ہوتیں اور اس کا تعلق نیت سے ہے ۔ ایک ہی شخص اگر اپنی نیت میں دین کو داخل کرتا ہو اور دین کو اہمیت دیتا ہو تو اس کا رشتہ ہمیشہ بہتر ہوتا چلا جائے گا ۔ یعنی نکاح کے بعد، رخصتانے کے بعد، بچوں کے بعد جسم انحطاط بھی کر رہے ہوں گے لیکن جسکی نیت میں یہ بات داخل ہو کہ مجھے حسنِ فطرت چاہیئے اس کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ اپنی بیوی سے محبت میں بڑھتا رہے گا اور بیوی اسکی محبت میں بڑھتی رہے گی کیونکہ حسنِ فطرت ترقی کیا کرتا ہے ۔ حسن خلق ترقی کیا کرتا ہے ۔ وہ حسنِ فطرت اور حسنِ خلق جس کی بنیاد خدا کی محبت میں ہو وہ ہمیشہ ترقی پذیر رہتے ہیں لیکن جسکی نیت میں شروع سے ہی مال ہو یا اور باتیں ہوں اس کے لئے یہ دین بجائے خوشی پیدا کرنے کے مصیبت بن جائے گا ۔ اس کے لئے ایک سوہانِ روح ہو جائیگا اور اس کو دین کوئی فائدہ نہیں دے گا ۔ اس لئے دین فی ذاتہ خواہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جب تک چاہنے والے کی نیت میں دین نہ ہو اس وقت تک باہر سے ملا ہوا دین اس کو کوئی فائدہ نہیں دیا کرتا ۔ پس آخری تان پھر اس بات پر ٹوٹتی ہے کہ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) جو باہر سے چیز نظر آرہی ہے اسکی خواہ کوئی بھی اہمیت ہو عقلاً آپ ثابت کر دیں کہ فلاں چیز بہتر ہے۔ جب تک سفر کرنے والے کی نیت میں وہ چیز داخل نہ ہو اس کا مطلوب نہ بنی ہو اس وقت تک اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گی ۔ چنانچہ بعض عورتیں بیچاریاں ایسی ہیں جو بہت ہی خوبیوں کی مالک ہیں لیکن ساری زندگی یوں محسوس کرتی ہیں کہ وہ ایک لالۂ صحرا ہیں ۔ صحرا میں کھلنے والا لالے کا پھول ہیں جس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں ۔ خاوند موجود ہے ۔ ساس موجود ہے ۔ دوسرا گھر بھرا پڑا ہے لیکن اسکی خوبیوں پر نظر ہی کوئی نہیں گویا وہ موجود ہی نہیں ہیں اور سخت محرومی کا شکار رہتی ہے ۔ اسی طرح وہ مرد ہیں جو بڑی خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں لیکن جس گھر میں شادی کرتے ہیں وہ دنیا دار ہے ۔ اُن کے نزدیک ان چیزوں کی اہمیت ہی کوئی نہیں ہے کہ کوئی دیندار ہے ۔ کوئی نیک فطرت ہے ۔ کوئی قدر شناس ہے ۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ دنیاوی لحاظ سے یہ چالاک ہے کہ نہیں ۔ سمارٹ نظر آنے والا ہے کہ نہیں ۔ فیشن پرست ہے کہ نہیں ۔ سوسائٹی میں جاتا ہے کہ نہیں ۔ سیاستدان ہے کہ نہیں ۔ اس قسم کی چیزوں میں ان کو دلچسپی ہوتی ہے چنانچہ ایسا مرد بیچارہ یوں لگتا ہے جیسے نہ صرف یہ کہ صحرا میں کھلا ہوا لالہ ہے بلکہ بھینسوں میں گھرا ہوا لالہ بن جاتا ہے ۔ کوئی قدر نہیں ۔ وہ اپنی بدبو سے لالے کی خوشبو پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں ۔ چنانچہ آپ کی زندگی کی کامیابی کا آخری فیصلہ نیت پر ہی ہو گا ۔ اور یہ پہلا فیصلہ ہے جس نے آخری فیصلہ بننا ہے ۔

ایک دیندار خاندان کی مشکل کا واقعہ

بہت سے خطوط میں میرے سامنے یہ واقعات پیش ہوتے رہتے ہیں ۔ ایک ایسا خاندان ہے جس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ ماں نے بھی مجھے خط لکھا ۔ اُس کے بیٹے نے خود بھی خط لکھا کہ ہماری زندگی عجیب اجیرن بن گئی ہے کہ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ ہم کیا کریں ۔ بڑی چاہت سے ایک لڑکی کو گھر لائے تھے اس خیال سے کہ بزرگوں کی اولاد ہے اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے (رفیق) کی اولاد ہے اور ایسا خاندان ہے جو جماعت میں معروف ہے ۔ لیکن لڑکی ایسی دنیا پرست ہے کہ جب بھی میں دین کی خاطر قربانی کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ کوئی چندہ دینے کی کوشش کرتا ہوں تو گھر میں ایک جہنم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بن جاتی ہے یوں لگتا ہے کہ گھر میں سکون کو آگ لگا دی گئی ہے۔ بچوں کے سامنے بولتی، گند بکواس کرتی۔ ہر وقت یہی طعنے دیتی کہ مولویوں کے پلے میں کہاں سے پڑ گئی۔ نہ عقل نہ سمجھ۔ اپنے بچوں کی بھلائی اپنے ہاتھوں سے جماعت کے نام پر پھینکتے چلے جا رہے ہو اور پتہ ہی کوئی نہیں اپنا بھی کوئی حق ہے۔ وہ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ جو کچھ خدا نے دنیا کی نعمتیں مجھے دی تھیں وہ ساری میں نے اپنی اولاد کو بھی دیں، اپنی بیوی کو بھی دیں۔ ان کے لئے کبھی کوئی کمی نہیں رکھی۔ اسکے باوجود دل کی خساست کا یہ حال ہے۔ اور دنیاداری کا یہ حال ہے کہ دین کی خاطر معمولی قربانی بھی گوارا نہیں تو چونکہ یہاں دھوکہ ہوا ہے اس بیچارے کا نیت کا سفر درست تھا لیکن اسکے باوجود چونکہ ایک انسانی فیصلہ غلط بھی ہو سکتا ہے (کچھ چھپانے والے چھپا لیتے ہیں) اس لئے دوسری کی نیت کا فتور ان بیچاروں کیلئے جہنم بن گیا۔ تبھی قرآن کریم کی وہ آیات جو نکاح کے موقعہ پر تلاوت کی جاتی ہیں وہاں تقویٰ کی تکرار پائی جاتی ہے۔ ایک کا تقویٰ کافی نہیں ہوگا۔ تم دونوں کیلئے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کرو ورنہ ممکن ہے کہ ایک طرف کا تقویٰ ضائع چلا جائے کیونکہ دوسرا فریق تقویٰ اختیار نہیں کرتا۔ اور ایک ظلم کے نتیجے میں دوسرا فریق بھی مظلوم ہو جائے پس ایسے واقعات بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔

ایسے واقعات کا حل

لیکن ان کا ایک ہی حل ہے اور وہ حل حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش کیا اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی اور آپؐ نے ہمیں اس مسئلے اور اسکے حل سے مطلع فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت تھی کہ آپ جب خانہ کعبہ آباد ہو گیا اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کا گھر آباد ہوا اور وہاں بڑی رونق ہوئی تو آپ اس عرصہ میں کئی بار دوبارہ وہاں تشریف لائے اور وہاں جا کر آپ حالات کا جائزہ لیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب آپ وہاں تشریف لائے تو حضرت اسماعیل موجود نہیں تھے۔ آپ نے ان کی بیوی سے گفتگو کی اور یہ معلوم کیا کہ بیوی نہ تو مہمان نواز ہے نہ اور اخلاق سے آراستہ ہے بلکہ ایک ایسی قسم کی چیز ہے جو اسماعیلؑ کی شایان شان نہیں۔ چنانچہ انہوں نے چونکہ جلدی جانا ہے اور حضرت اسماعیلؑ کسی لمبے سفر پر گئے ہوئے تھے اس لئے بیوی کو یہ کہا کہ جب تمہارا میاں واپس لوٹے تو اسکو کہنا کہ تمہارا باپ آیا تھا اور یہ نصیحت کر گیا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ نے جب یہ بات سنی تو فوراً اس بیوی کو طلاق دی اور کہا کہ میرے باپ نے جو نصیحت کی ہے وہ برحق ہے اور اسکے بعد پھر دوسری شادی کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایسی نیک اور پارسا خاتون تھیں کہ اسکے نتیجہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی بعد ازاں اسی کی صُلب سے پیدا ہوئے تو دیکھیں کہ اچھی اور نیک بیوی کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ اگر اس وقت کوئی یہ اعتراض کرتا کہ دیکھئے حضرت ابراہیمؑ کو کیا حق تھا کہ اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کرتے اور بیٹے کے گھر کو برباد کر کے وہاں طلاق واقع کروا دیتے تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ جو اہل اللہ ہوتے ہیں، جو خدا تعالیٰ کے نور سے روشن ہوتے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے فراست پاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ کس چیز کو اہمیت دینی ہے اور کونسی دوسری چیزیں بے معنی اور حقیر ہیں۔ آپ جانتے تھے کہ حضرت اسماعیلؑ کو ایک بہت بڑا مرتبہ عطا ہوا ہے۔ ان کی نسل سے آئندہ زمانے کے سارے انسانوں کی نجات وابستہ ہے۔ اور یہ وہ ماں نہیں ہے جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ پس اگر وہ فیصلہ نہ کرتے تو گویا دنیا کے لئے جہنم کا فیصلہ کر رہے ہوتے لیکن آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بیٹے کو ویسی بیوی ملنی چاہیئے جو آئندہ نسلوں کے لئے وہ ماں بنے جس کے پاؤں کے نیچے سے جنت کے چشمے پھوٹ پڑیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت میں جو واقعہ رونما ہوا اور آپؐ کے فیض سے دنیا پر جنت کے جو سیلاب آ گئے یہاں تک کہ قلزم بھر گئے، جو لق و دق صحرا تھے وہ روحانی لحاظ سے سمندروں میں تبدیل ہو گئے تو دراصل اس فیصلے کو اس فیض میں ایک دخل حاصل ہے۔ کتنا گہرا فیصلہ تھا۔ ایک چھوٹا سا پیغام تھا کہ چوکھٹ بدل دو تو جو خاوند اپنے مستقبل پر نظر رکھتے ہیں۔ جو خاوند یہ بھی جانتے ہیں کہ انہیں آیات میں جو نکاح کے موقعہ پر تلاوت کی جاتی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ (ـــ) (سورۃ الحشر: ۱۹) خبردار! جو کچھ تم آگے بھیجو گے اس کے بارہ میں جوابدہ ہو گے۔ اگر کوئی شخص یہ سوچے کہ اگر میں نے اس آیت کے مضمون کو بھلا دیا اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے آگے جہنم بھیج رہا ہوں تو میں خدا کو کیسے جواب دونگا؟ تو یقیناً حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے فیصلے کی اہمیت اس پر خوب روشن ہو کر ابھرے گی۔ ایسے موقعہ پر اگر وہ کامل سنجیدگی کے ساتھ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ایک بے دین بیوی کو اپنے گھر رکھ کر اپنی اولادوں کیلئے میں جہنم پیدا نہیں کر سکتا اور اس کو صاف کہنے پر تیار ہو جاتا ہے اور یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ جو کچھ مجھ پر گزرے گی میں اب بے دینی برداشت نہیں کرونگا۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اکثر بیویوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی کیونکہ ایسی ہی بیویاں شوخیاں دکھاتی ہیں جو یہ سمجھتی ہیں کہ خاوند کمزور ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ خاوند دین دین کی باتیں تو کر رہا ہے مگر دین کو اتنی اہمیت نہیں دیتا کہ مجھ سے جدا ہو جائے اور اپنے لئے دوبارہ تنہائی کی ایک زندگی اختیار کرے لیکن عزم کی بات ہے۔ اہمیت کی بات ہے۔ اگر خاوند کی نیت جیسا کہ اُس نے لکھا واقعتہً دین کی تھی تو اتنے عرصہ سے وہ دیکھ رہا ہے کہ دین نصیب نہیں ہو رہا بلکہ دین کے برعکس صورتحال ہے تو پھر وہ خود قصوروار ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ اس کی نیت میں اگرچہ دین کا ایک خیال شامل تو تھا مگر وہ محض ایک سرسری خیال تھا۔ اسے بنیادی حیثیت حاصل نہیں تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے الہ وسلم نے فرمایا کہ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) یہاں نیت کو بنیاد کے طور پر پیش فرمایا ہے، ایک سرسری خیال کے طور پر نہیں۔ پس ان سب باتوں پر غور کرتے ہوئے آپ جب تقویٰ کے مضمون کو اپنی روزمرّہ کی زندگی پر جاری کر کے دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک سادہ سے بیان میں کتنی پُرپیچ باتیں بیان ہو چکی ہیں اور تان اسی بات پر آکر ٹوٹتی ہے کہ (اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے) اور اس کی بہترین تصویر حضرت اقدس (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے یوں فرمائی کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

اور جب آپ نے یہ کہا تو (خدا کا بتایا ہوا) مصرعہ اس کے بعد یہ ہوا جو اس شعر کا دوسرا مصرعہ بن گیا کہ

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس جڑ کی حفاظت کرو۔ اس کی خاطر ہر دوسری چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور یقین رکھو کہ تمہیں سب کچھ مل گیا۔ خدا کرے کہ انہیں بنیادوں پر ہم اپنے آئندہ معاشرے کی تعمیر کریں اور آئندہ آنے والی نسلیں صرف سو سال نہیں ہزاروں سال تک ان نعمتوں سے حصہ پائیں اور ہماری شکر گزار رہیں اور ہمیں دعائیں دیں اور اللہ تعالیٰ اس فیض کو ہمیشہ ہمارے لئے اور ہماری اولادوں کے حق میں جاری رکھے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے ارشاد فرمایا:-

"جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہو گا کہ جلسہ کے مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے یہاں چونکہ ظہر کے وقت بہت زیادہ لوگ باہر سے آتے تھے اور ان میں سے بہتوں کے لئے عصر تک ٹھہرنا ممکن نہیں تھا اس لئے نمازیں جمع کی جاتی رہیں لیکن اب چونکہ مہمانوں کی تعداد میں کمی آچکی ہے اور دوسرے لمبے عرصہ تک ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرنے پر دل میں ویسے بھی بوجھ پڑتا ہے کیونکہ دن لمبے ہیں اس لئے کل سے (اللہ نے چاہا تو) ظہر و عصر کی نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا ہوں گی۔ ظہر کی نماز دو بجے اور عصر کی نماز پانچ بجے ادا ہوگی لیکن رات چونکہ ابھی نسبتاً چھوٹی ہے اور مہمانوں کو دور دور جگہوں پر واپس جانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے اور بعض دفعہ سواریاں بھی میسّر نہیں آتیں اس لئے رات کے وقت مغرب اور عشاء کی نمازیں سردست کچھ عرصہ تک جمع ہوتی رہیں گی اور جب میں حالات کا جائزہ لے کر مناسب سمجھوں گا اس وقت دوبارہ اعلان کرونگا کہ وہ بھی پھر اپنے اپنے وقت پر الگ الگ ادا ہوں۔"

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

○ وزیراعظم نے حکم دیا ہے کہ سپاہ صحابہ اور جے یو آئی کے لیڈروں کو قتل کروانے ۲۴ گھنٹوں کے اندر گرفتار کئے جائیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو فرانس کے چار روزہ دورے کے بعد واپس وطن آ گئی ہیں۔ وہ ۱۱ ستمبر کو کراچی میں جلسہ عام سے خطاب کریں گی اور ۱۷ ستمبر کو امریکہ کے دورے پر روانہ ہو جائیں گی۔

○ مسٹر آصف زرداری کے خلاف مشہور انہر کیس کی سماعت کرنے والے خصوصی عدالت کے جج مسٹر وجاہت حسین دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے ہیں ان کی عمر ۶۲ سال تھی۔

○ ڈسکہ میں مشتعل ہجوم نے ڈی ایس پی کے دفتر پر ہلہ بول دیا تمام سرکاری ریکارڈ فرنیچر اور دیگر سامان سڑک پر رکھ کر آگ لگا دی۔

○ پاک فضائیہ کا جنگی طیارہ میراج تربیتی پرواز کے دوران گر کر تباہ ہو گیا۔ پائلٹ ہلاک ہو گیا۔ ایک بچی سمیت دو شہری بھی طیارہ گرنے سے زخمی ہو گئے۔

○ سندھ میں کرم آباد کے نزدیک دس ڈاکوؤں نے ایک گاؤں جاگیرانی پر حملہ کیا اور گاؤں کے کچھ افراد کو اغوا کرنے کی کوشش کی اس پر گاؤں کی بعض عورتیں قرآن پاک لے کر ڈاکوؤں کے سامنے آ گئیں جس پر ڈاکو بغیر کسی واردات کے واپس چلے گئے۔

○ پیر پگاڑا نے کہا ہے کہ تماشہ شروع ہو گیا ہے سفر کے لئے سامان باندھ لیا ہے ٹکٹ کا انتظار ہے جب مجھے ٹکٹ مل گیا لاہور چھوڑ جاؤں گا۔

○ سندھ اسمبلی میں اپوزیشن پی ڈی اے کے چھ اراکین کو سندھ اسمبلی میں سرکاری بنچوں پر بیٹھنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ سپیکر نے کہا ہے کہ یہ فلور کراسنگ نہیں ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی فوج مقبوضہ کشمیر میں کشمیری حریت پسندوں کی دھمکی پر جھک گئی ایک سابق وزیر اور ان کی اہلیہ کی بازیابی کے لئے گھر گھر تلاشی کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ کشمیری حریت پسندوں نے دھمکی دی تھی کہ اگر گھر گھر تلاشی کا سلسلہ بند نہ کیا گیا تو مغوی جوڑے کو نقصان پہنچایا جائے گا۔

○ بالٹک ریاستوں کی آزادی ایک اذیت ناک سفر کا آغاز ہے کیونکہ ان ریاستوں نے محض کاغذوں پر سب کچھ حاصل کیا ہے۔ سوویت فوجوں کی واپسی قرضوں کی ادائیگی اور دیگر اہم مسائل پر مذاکرات کے مسائل ابھی باقی ہیں۔

○ سابق روسی وزیر خارجہ مسٹر ایڈورڈ شیوارناٹزے نے کہا ہے کہ اگر روس میں خوراک کا مسئلہ حل نہ ہوا تو آئندہ بغاوت عوام کی طرف سے ہو گی۔

○ رشین فیڈریشن کے صدر مسٹر بورس یلسن نے کہا ہے کہ دس سال کے اندر تمام ایٹمی ہتھیار جمہوریہ روس کو منتقل کر دیئے جائیں گے۔

○ روس کی ریاستوں ازبکستان آذربائی جان اور یوکرائن نے اپنی اپنی الگ دفاعی وزارتیں قائم کر لی ہیں۔

○ ایران کے وزیر خارجہ مسٹر علی اکبر ولایتی نے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ کی مجوزہ امن کانفرنس کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔

○ غیر جانبدار ملکوں کے وزرائے خارجہ کے مشترکہ اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی تشکیل نو کی جائے اور اس میں تیسری دنیا کے ممالک کو زیادہ اختیارات دیئے جائیں۔

○ فلپائن میں سیلاب کے باعث ۱۲ ہزار افراد کی ہلاکت کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ سیلاب زدہ علاقوں میں خوراک کی فراہمی کے لئے ۱۰۰ ہیلی کاپٹر درکار ہیں جو دستیاب نہیں ہیں۔

درخواستِ دعا

محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد پچھلے چند دنوں بہت بیمار رہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہو گئی ہے۔

مولانا موصوف چند دن قبل کراچی گئے تھے جہاں ان کی پسلیوں اور کمر میں درد شروع ہوا۔ قدرے افاقہ ہونے پر ربوہ تشریف لا رہے تھے کہ ہوائی جہاز ہی میں بلڈ پریشر میں کمی کے باعث طبیعت پھر خراب ہو گئی اور مولانا صاحب طیارے ہی میں بے ہوش ہو گئے۔ فیصل آباد پہنچ کر ان کو الائیڈ ہسپتال لے جایا گیا جہاں سے ربوہ فضل عمر ہسپتال منتقل کیا گیا۔ اب گھر تشریف لا چکے ہیں۔ احباب سے مولانا موصوف کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلانِ تعطیل

مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۱ء کو الفضل کے دفاتر بند رہیں گے لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرما لیں۔ (مینیجر)

نئی صدی کی محراب سے گزرنے کا حق ادا کیجئے
اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے

الرّحیم
جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: 629443 626280

دو سو سالہ ہومیو علاج کے تجربات و تحقیق کا نچوڑ || "جرمن ہومیو علاج" || جدید دور کا جدید ترین علاج

بے اولاد
نرینہ اولاد سے محروم حضرات کے لئے تحفہ
"جرمن ہومیو علاج"
اوقاتِ کار: بعد نماز عصر تا نمازِ عشاء

تمام امراض، خاص کر پرانے اور پیچیدہ امراض مثلاً کمر درد، سر درد، شوگر، نزلہ زکام، قبض، اسہال، بال گرنا، سفید ہونا، جوڑوں کا درد، موٹاپا، مرگی، ہسٹیریا، بلڈ پریشر، کیل مہاسے، قد کا نہ بڑھنا، گیس، معدہ، پتّا، گردہ، مثانہ، قلب، جلد اور مردانہ و زنانہ امراض کا جرمن سیل بند ادویات پر مشتمل اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت مؤثر اور کامیاب ترین "جرمن ہومیو علاج" ضرور آزمائیں
اس کے علاوہ جرمنی و فرانس کی سیل بند ادویات برائے فروخت موجود ہیں

آپریشن کے بغیر
ناک، پراسٹیٹ، ریڑھ کی ہڈی کے امراض۔ السر، پتھری، رسولی، گومڑ اور بواسیر کا کامیاب علاج "جرمن ہومیو علاج"
تعطیل: بروز اتوار

عزیز ہومیو پیتھک سٹور۔ یونیورسٹی روڈ۔ رحمان کالونی ربوہ
فون: ۱۲۱۴ (۰۴۵۲۴)
پوسٹ کوڈ: ۳۵۴۶۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

قابلِ اعتماد مفید و مجرّب ادویہ

جبوب مفید اٹھرا قیمت فی شیشی ۱۵ روپے مکمل کورس ۴۵ روپے	**زد جام عشق خاص** قیمت ۵۰۰ روپے	**تریاقِ معدہ** خرابیٔ ہضم کا مؤثر علاج قیمت ۱۰، ۲۰، ۳۰ روپے	**روشن کاجل** آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے قیمت ۵ روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) دو دواؤں پر مشتمل قیمت ۱۷۵ روپے	**شباب آور موتی** قیمت فی شیشی ۸۰ روپے	**راحتِ جان** تبخیرِ معدہ کا علاج قیمت ۱۵ روپے	**سُرمہ جواہر** مشہور و معروف تحفہ قیمت ۵ روپے
لیکوریں قیمت ۲۰ روپے	**سونے چاندی کی گولیاں** قیمت ۲۰۰ روپے	**شربت صدر** نزلہ زکام اور کھانسی کا مؤثر علاج قیمت ۱۸، ۲۴ روپے	**تریاقِ بواسیر** خونی اور بادی بواسیر کیلئے قیمت ۲۰ روپے

- دوا منگواتے وقت بیماری کی مختصر کیفیت تحریر کریں۔
- فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۱ء مفید طبی معلومات کے ساتھ مفت طلب کریں۔

بیرونی مریض پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں

NASIR ناصر

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

فون: ۵۳۴، ۶۳۴ — پوسٹ بکس نمبر ۶۰

تبدیلی دکان

پاک گولڈ سمتھ گولبازار ربوہ سے تبدیل ہو کر "طارق مارکیٹ" اقصیٰ روڈ پر آگئی ہے احباب نوٹ فرمالیں۔

عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب // فون نمبر دکان: ۵۵۰-۶۴۳
فون نمبر گھر: ۷۴۹-۵۴۹

نرینہ اولاد سے محروم حضرات، مرضِ اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے امید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں | **نرینہ اولاد کیپسولز** بفضلِ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے | تبخیر معدہ کیلئے مفید گولیاں **ایچ۔کے۔این** گیس،

طاقت کا سرچشمہ **گولڈن پلز** پٹھوں کی کمزوری اور اعضائے رئیسہ کے لئے بے حد مقوّی آزمودہ | سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کیلئے بے مثل

دواخانہ محافظ صحت مشہور زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمٰن علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز۔ گول چوک اوکاڑہ۔ برانچ: کوچہ نہال سنگھ گلی مکان ۱۲ مین سٹریٹ اوکاڑہ

حنیف ہومیوپیتھک کلینک

۱۷۶ بینک سکوائر مارکیٹ
نزد شیزان بیکری۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

موسم گرما کے اوقات کار:
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک
شام ۵½ بجے سے ۷½ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہا کریگا
ہر مہینہ کے آخری پیر کے دن دواخانہ بند رہا کریگا

خاکسار: ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

قدیمی۔ اوّلین۔ مشہورِ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷

برانچیں

- کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
- ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
- رحیم یار خان: فون: ۴۰۹۱
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت میں منفرد اور با اعتماد نام

NASA

ہمارا تعاون یقیناً آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

ناسا اسٹیٹ ڈویلپرز اینڈ بلڈرز فیصل آباد

فون: آفس: ۴۴۲۸۶، ۴۷۰۹۲
رہائش: ۴۳۱۱۵

طالب دعا: سہیل مشتاق

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 2,00/-
SPERMATOZDA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس 90/- ATHRA COURSE

تفصیلی لٹریچر مفت

کیور ویل میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ
فون: ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱

مریضِ اولاد سے محروم۔ بے اولاد۔ اٹھراء۔ سوکھا۔ گرمی۔ گیس کا علاج کرنے والے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴، ۷۶۴۹۷، ۰۴۳۱

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں: ربوہ: اقصیٰ چوک نزد بیر دکس، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
لاہور: جوہر ٹاؤن فیز ۱ بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ
وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی:
محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ دواخانہ، اسلام آباد: مکان نمبر ۲۰۲۹ گلی ۱۱ سیکٹر ۲/۱۰-I-9
نزد انڈسٹریل ایریا

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ...

جائیداد کی خرید و فروخت

ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ

فون گھر: ۴۲۱ دفتر: ۵۲۰

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ